

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی توتّر بذاتہ وتجبہ بصفاته - و تقدس بہ ہر شے بجاتہ - و متمیز عنہ عن النقص
و نہایتہ - و تہلل آثار جلالتہ من مہلبی سطواتہ - و کلا لا انوارہا الا من جہیں جہیلہ و نہایتہ
و الصلوٰۃ علیٰ من ظہرہ الامم من تعباتہ - و مصداق فیضہ الامم من نغمتہ و اللہ و ذال انہ فیہ حیث تہ
یہدیکہ الشمس البائغہ شجر المہر ان اللہ اعطاک صلوٰۃ جہتہ ہی کل ملک نہایتہ
خاک شمس و الملوک کہ اکث + اذا عطفک لہم یلہ من فوک کرکٹ + و الہدیۃ اسفرہ
کلمات و صحبتہ الرقۃ الفقتہ بغیر نامہ + ہا بعد پس نہ نامہ صافید الی اسلام قصہ صاسو لو غلم
خفیہ العفی و معتقد نہ ہو کہ ان ایام میں ایک رسالہ سہی شباب ثاقب بچوب صمصا
قادر سی نظر آیا تو معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا پیاس کہ قلوب ملو شجون ارتعادت رہا رہا
ہیں - اور یہ لوگ بڑا نفسانی سے اعلیٰ کرب انسان شفیق یوم الباس ہیں - اور افسرہ و شکاک
انکا کلمہ ہو تہید رسالہ میں جن شیاؤ کا انکو زہانی انکار ہو اور او کی قابل پر شدہ و قدس و
طعن کرتے ہیں - و وجہ ان شیاؤ بلکہ بڑا یران بہت کچھ کجانات و مفوات انکو رسالہ میں نہایت
میں درج ہیں - اور انکی تعنیفات جو انکو لازم کرتے ہیں - قہو کہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
نہی ایسا نہیں جیسے مغزیر کی جہلی علی ہوئی تھی کہا یا انکو کہ چہرہ کو مصلے لہو کا پانی نہ لگاتا
نہا جانے گا جن معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ان سب باتوں کے جواب میں نہایت ہی سچ کہ چو کہ پندار
کی لعنتہ ہم کو نہ لے سچو اعتقاد و ایک کو فرمایا تو میں - الحجاب جب خدا کی نعمت آدمی پر نازل
ہوئی تو وہ بلا احتیاج اپنا آپ پر لعنت کرنے لگا ہوا علیہم لعنتہ اللہ و املاکہ و انسا من

۳
 کہ مصداق بقا ہو کہ وہ اس جمیع کے لغت تو یہی ہوگی کہ وہ خود بھی اپنی زبان سے کہے
 ہو جیسا کہ اس فقرہ بالا میں اس فرقہ کی زبان کو یہی شان خدا پاک کے ظاہر فرامشی ہو
 مطبوعہ مطبع خفی و انعم علی مؤرخہ ماہ شوال ۱۲۸۱ھ التبعہ الفقہ وغیرہ تھانہ بحوالہ کتاب سرپرست
 واریضیہ و تحفہ المومنین صاف ظاہر کیا ہو کہ جن چیزوں کا اس فرقہ کو انکار ہو وہ سب
 کتابوں پر پاک مثال کہی ہیں۔ اور اشتہار تمام رسول امیر تہری کا نیز شہید شہید عرب و فقہ
 ہر جگہ کی کچھ عبارت حاشیہ پر لکھی گئی ہے۔ اور عبارت در پیہ بعینہ منقول یعنی ہے۔
 و انہما سات و ہجی غایب الا انسان مطلقاً و توکلہ الا بول اللہ کر الرضیع و لعاب الکلب و
 و دھم البیض و لحم الخنزیر و فیہا عذاب الک کثاف و الاصل الطہارۃ فلا یقبل عنہا الا نمل
 لحم عارضہ یا ساریہ او نعدوم۔ اتہی یعنی یہ چیزیں ہیں گوہ و موت آدمی بالیق کا اور
 اور لعاب کتے کا اور لید اور خون حیض اور گوشت خنزیر اور کھانسی و کھانسی اصل میں پاک نہ ہو سکی
 پاکی سے حدیث صحیحہ زایل نہیں ہوئی۔ فقط۔ پس دیکھو کہ اس مسئلہ میں چھ چیزیں کہ سب تہا
 کن ہیں پاک بتائی ہیں۔ تم ان کو قابل پر لغت کہو اور کہو۔ یہ شہر تہا و زخروا ہر اگر کل فیات
 کہی جاویں تو تکوین ہوتی ہے جسکو شک ہو وہ انکی کتاب میں در پیہ و واریضیہ و تہا
 وغیرہ دیکھو۔ پس انکی لغت انہو پر عام ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو نصیحا کی محبت و رست
 معفو کرد کہ وہ پہلو از انکم جواب کی تمہید میں مخالف لوگ ایک ذات اور چار حدیثیں اس مطلب
 و رست کو کہ مومن کو با وجہ کا مل کرد کہ کافر کہنا جائز ہے شریک لا یقبل الا بالانسان الخ
 شریکین لا یقبل الا بالانسان الخ لکنہم مسلم۔ مست ہوئے ان اس آیت شریفہ میں خدا حکم فرما
 صاحب تفسیر صفاوی لکھا ہے کہ کافر و ملایان الاہر و تہا و لا تعجلوا لہما اتہی کہ وہ صاحب
 تہا لائی کہ وہ اس سفر میں جاتو تو اصل بات معدوم کیا کہ و اولو سین جلدی مت کیا کہ و اولو
 شخص تہا اسلام علیکم اور اسکو موت ہو کہ وہ مومن نہیں ہو اس تکھا اسلام ہو نہ ہو کہ
 ہو نہ ہو۔ پس اس آیت شریفہ کو اس مباحثہ کو کیا مناسبت تھو کہ ان آیت شریفہ الا یان الا

تو کیا جواب دینگو۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیتہ المنافق ثلث وزاد مسلم
وان ماہم صلی اللہ علیہ وسلم ثم اتفقوا اذا حدثت کذب الذواہد اختلفوا او اتوا من غائبین
علیہ یعنی نشان منافق کو تین ہیں اور مسلم روایت کیا کہ اگر چہ روزہ رکھو و نماز پڑھو اور زکوٰۃ
دکو کہ میں مسلم ہوں (اس نماز و روزہ و زکوٰۃ کا کچھ اعتبار نہیں) ایک پہلے کہ جب
کہو تو جوڑ دے اور جب عہد کرے تو خلاف وعدہ کرے اور جب اوسکو پاس کوئی امانت
تو وہ خیانت کرے۔ کون کہتا ہے کہ روزہ منافق کو نفاق سے بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا
کہ قرآن شریف سے منافقوں کو گمراہی ہی زیادہ ہوتی ہے ایہ وہ آیت ہے **يَا أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ**
يَتَّبِعُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ تَلْوَةٍ مَتَشَاتِبَةٍ ثُمَّ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ بِمَا وَاعَدُوا وَهُمْ لَا يَصْدُقُونَ
فِي شَيْءٍ مِنْ أَمْرٍ أَوْ أُخْرَىٰ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

یعنی اللہ تعالیٰ قرآن کے ساتھ گمراہ نہیں کرتا مگر انہیں لوگوں کو جو فاسق ہیں۔ جو تورات
میں قرار اللہ کا بعد مضبوطی کے اور تورات میں جس سے جس نے کافر ہوا وہ میں میں فساد
کرتے ہیں یہی لوگ ہیں منافقین کے۔ پس تین علامتیں منافقین کی جو خاص ہیں الذیہ و اللہ
ہیں اور اللہ تعالیٰ قرآن شریف کے ساتھ گمراہ کرتا ہے قرآن شریف میں صاف واضح ہے کہ روزہ
میں اول نقص عہد و دوم قطع ان لوگوں جو جبر و صل کا حکم ہے سو دوم فساد زمین میں ہے۔
تینوں نشان منافقین کے ہیں کہ اول نقص عہد تو پہلے کرتے ہیں کہ تعہد ائمہ و سنی کے ایک
کہ کہ ایہ **يُحِبُّ الْإِحْسَانَ** **أَنْ يَتَذَكَّرَ اللَّهُ** **مُسْلِمًا** یعنی کیا گمان
ہو آدمی کہ شریعت میں ہر چہ واجب ہو۔ کہ صادق نبی اور آیت کریمہ **أَطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا**
الرَّسُولَ **هَٰذَا وَجِبَ الْإِحْسَانُ** **مِنْكُمْ** کی مخالف ہو یعنی اطاعت کرو خدا کی اور رسول
خدا کی اور آدمی الامر اہل اسلام کی۔ جو شخص کہ اہل اسلام کی تقلید بعد از انی علیہ علیہ
رک کرے وہ اس آیت کو برخلاف ہو۔ اولی الامر کی تغیر میں چاہے بغیر کچھ اختلاف ہو
کوئی سلام پڑھیں اور اولی الامر کو کوئی بغیر پڑھیں نہ دین۔ پھر کیف مجتہدین مراد ہیں

سلاطین اسلام خود را بعد از ائمه مجتهدین کے پیش منہ و مجتہدین دلی الامر میں پس منہ و اتباع کا
 حکم قطعی قرآن شریف سے ثابت ہوا کہ عبد اتباع کے نقص میں مخالفت امر الہی کی ہے اور
 یہ علامت خاصہ میں ہے میں الہی چاہی ہو مولوی شاہ عبد العزیز صاحب کے قائل تھے کہ
 اگر کسی کا کسی قطعہ میں کہا ہو کہ جسکی اطاعت بحکم خدا فرض ہے وہی چہ ہذا میں
 اول انبیاء و دوم شیوخ طریقت اور تائید مجتہدین و سوم سلاطین امر اسلام خارج ہو
 کہ عورت کو اسکی تابعدار ہی فرض ہے پیغمبر والدین کے اولاد کو اسکا اتباع فرض ہو اور
 شیوخ نظام کو اسکا اتباع واجب ہے اتنی خلاصہ میں شیوخ طریقت ائمہ مجتہدین و بعد ان
 چوتھی اور انکی مخالفت کرنے سے یہ حکام قطع ہو اسکی جنگ و صل کا حکم ہے اور فساد فی الارض اس
 زیادہ کیا ہو گا کہ انتظام دین جو متفق عبادت مجمع عبادت مرحومہ کا تیرہ سو سال
 چلا آتا ہے و سینکڑی اتفاق دس فرقہ و ایسا دلایا کہ جب کا نام عبد الرسول یا عبد الہی
 ہو اگر یہ کسی اسم نام کا قائم اللیل و صائم النهار ہو یہ شیخ فرقہ کا اسکی دشمنی چاہی
 ہوں اور کو الامام سے ایسی قطع کرنے ہوں کہ والدین کی اطاعت (جو واجب ہے) بالکل
 خالق کہ اسکو مشرک کہتے ہیں ایسا حدیث میں صلی صلوٰۃ و سب قبل قبلہا کہ خیال ہے
 شک ان تینوں میں اور اس میں حقیقی کو مشرک بتاتے ہیں تھا خیال نہیں کرتے کہ من کی کلام
 کا چنانک ممکن ہو عمل نیک نہ کرنا چاہی اور عبد الرسول کے معنی تو کسی طرح مشرک نہ ہو
 نہیں کہ بہرہ میں تو یہ اسلام ہو کہ عبد کا لفظ احادیث نبویہ میں بمعنی محب
 دوست کو آیا ہو و یکہو تعس عبد الدنیا و عبد الدنیم تعس عبد الخبیث و حضرت رسول
 صلعم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے پیچیدہ کا دوست ملا کہ ہو اور علوی کا رہا شوق ہی
 ملا کہ ہو عبد الرسول میں پیچیدہ مراد انیسویں کیا ہے تبارک بلکہ اہل اسلام کی نیت میں یہی
 مراد ہوتی ہیں قریشی لفظ رسول کا کافی ہے کہ جو قائل رسالت کا ہو یقیناً وہ قائل الہی
 ہو و لگا کر اگر اور رسول صلعم کو خدا نہیں جانتا بلکہ اسکا نہ رسول نہ اعتقاد کرتا ہو

اور باقی احادیث جو رسالہ والہ لایا جو وہی حدیث عبد الرسول کو مشرک کہنے والا ایک مشرک
تباہی میں اور اس فقرہ والوں کو یہ خیال نہیں آتا کہ تقلید تیسرے میں اور تیسرے عبد اللہ
کو مشرک کہنا اس فقرہ چاروں کو قائل کو کافر ہند ہو رہا ہو سکتا ہے چنانچہ اس فقرہ کی تائید میں
تو سارا زور صرف کر کے اپنی دین و بدلا کلمہ اس فقرہ کی جواب میں آیا اور احادیث اکہدین خود
موافق مطلبین یا مخالف۔ حدیث شریفہ میں ارادہ کرنا ہمارا اصل قائل لا یمید یا کا وقت
بہا احمد ہمارے جو شخص نے یہاں کو کافر کہہ دیا کہ کفر مابین میں ایک دن میں لگایا قائل
کافر ہو گا یا مقول کہ اب جاغور ہو کہ علی العموم تقلید میں آئندہ مجتہدین کو مشرک کہنا اور عقل
میں ایسا کلام اور معجوبان خدا کو مشہور کر کر سب کو یہی تیرا سنا، لکن کوئی اہل اسلام سنا
کی بات کہیں گے عاقلانہ کلام کو فہم میں قبول نہ آتا اب میں کیا فقور ہے۔ قولہ در مختار
اور بجز اور در مختار ہی شیعہ اشباہ و من کاہا ہو کہ کسی مسلمان کو کافر نہ کہنا چاہو جب تک
اوسکی کلام کی تاویل صحیح ہے اور ایسی بات کہنے والی کسی کفر خلاف ہو اگرچہ خلاف اول
قول ضعیف ہو۔ الجواب بہرہ دایات تقویت الایمان البیو کا کفر کہنے سے نہیں بچا تین کہ
اس کتاب (تقویت الایمان) کے کفریات قابل تاویل نہیں۔ قال فی البحر من
بکلمۃ الکفر لا لگا اولاً عبا کفر عند الكل ومن تکلم بہا علیہ عالم کفر عند الكل ومن تکلم
اختیاراً جاہلاً بانہا کفر حقہ اختلاف انتہی شامی یعنی جو شخص کلمہ کفر کا نہ لگا و لہذا
وہ سب کلمہ کو تنبیہ کافر ہے۔ اور جو شخص دہشتہ و قصہ ایسا کلمہ کہو وہ بھی ب
کے نزدیک کافر ہے۔ اور جو اختیار کو ملی مگر یہ نہیں جانتا کہ یہ کلمہ کفر ہے تو وہیں اصل
یہ فہم امکان بموجب حدیث شریفہ قلوا المؤمنین خیر کے محل اسکا موافق عقائد اہل
کی لکنا چاہو اور یہی معنی میں ان روایات کو جو مخالف شیعہ علمائے پیش کے ہیں کہ
تاویل اور عدم افتاء کفر اسکی نسبت ہو جو کلمہ کفر کے معنی نہ جانتا ہو ورنہ عالم کے کفر
جو بڑی فکر و تامل سے دہشتہ کفر ہوتا ہے قابل تاویل نہیں۔ جیسا تقویت الایمان

والا ایک آیت باحدیث شریعہ و سبوحہ و ہی عوام کہہ کر۔ فائدہ کتاب میں پنجویں فی الضمیر کو
مشرع و لفظ کہتا چلا جاتا ہو۔ اب اسکی کلام کی دلیل نا جائز ہو۔ بلکہ اسکی پاسداری
میں مفسر متخلف وین اور متخاص شان سید المرسلین کے ہے۔ جیسا کہ اس سال
والے نے اسکی پاسداری میں آئیہ کریمہ کے تفسیر بالراہی کہ کے عرش
پلا دیا۔ اور بلاکہ و خدا و رسول خدا کے نزدیک منغوض بن گیا۔ اسکی تفصیل دہی گی۔
اور چار والے فقرہ کی تائید میں تفسیر بیضادی وغیرہ و سبوحہ کہنا اعتقاد غلط کرتا
ہو اور باد صفت اعتقاد کے آگے اسلام کرتا ہو قولہ آیت اول وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا
سُبْحَانَ اللَّهِ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّہٗ قٰسٍ نُّوْنٌ دوسری آیت
عَالَمٌ لِّلّٰہِ وَاحِدٌ مِّنۡہٗ اِنْ یَّکُوْنُ لَہٗ وَلَدٌ لَّہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ
یسری آیت قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا مِثْلًا ۚ ہُوَ الْغَنِیُّ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ
اِنْ هٰذَا کُرْہٌ مِّنۡ مُّبٰطِلٍ یَّہْدٰۤی اَنۡفُسُہٗۙ اُولَٰٔی عَلَی اللّٰہِ مَسٰکِلَ اَلۡحَمْدُ لِلّٰہِ
چونہی آیت لیس کے ساتھ ہے وہو السَّخِیْمُ البَصِیْمُ اور پہلی آیت
کی تفسیر میں تفسیر بیضادی و رازمی و ابو السعود و حاشیہ بیضادی سے نقل لایا کہ انہا
چار بابا الدینی بغیر اولی العلم تحقیق انہم بیضادی السنیۃ ثانیۃ یہاں کیف جاربہ الذی
بغیر اولی العلم صح قولہ قاسون جواب کا نہ جاربہ اور ان میں تحقیق انہم اکبر انہما
جی ہا تحقیق بغیر اولی العلم تحقیق انہم و انہما یکمال بعدیم مانہ ابی بعض منہم
ابو السعود انہما جاربہ کلہما بالتحقیق بغیر اولی العلم عقلاً وغیر ہم مع تغلیب قاسون
تحقیق انہما جاربہ الذین جاربہ ولد اللہ وانہم فی جنب غلبہ تعالیٰ مساویت
انہما ہم صحابی عدم الصلاحیۃ لاشکال اولیۃ ہستی حاشیہ بیضادی الجواب مخالفانے
پیش کردہ و شہود و انہما کی بات کو ان تفاسیر کے مطابق بنایا اور انہما قاسم نامہ کو متہم
ان تفسیر کا قرار دیا۔ یہ سب غلط و خطا ہو۔ سنو تفسیر میں صرف ایک کتاب کا کیا ہے

کہ کلام کا جو عند بعض ائمہ لائحہ محض بغیر اولیٰ العلم ہے یہاں کیوں لائے حالانکہ
 مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَدْرُكُهُمْ ذُو الْعَرْشِ الْعَظِيمُ وَغَيْرُ ذِي الْعَرْشِ الْعَظِيمِ
 جو مختص بغیر ذوی العرش ہے اس میں ذوی العرش کو مرجع قرار دیکر بغیر ذوی
 العرش کو

عیسیٰ وغیرہ لایکہ علیہم السلام کو خدا کا بیٹا اور یسایان کہتے تھے اور کو خدا کا سہوتاہو کہ باپ
 و بیٹی میں مناسبت و مشابہت نسبت یا نوعیت کا جو ضروری اور یہ مناسبت عیان مقصود ہے
 بلکہ کل مخلوق میری ملک ہے اور کلمہ دین میں سب مشمول ہیں۔ اور یہ اعتقاد ولایت
 کا جو مختص شہیت اور مشرک فی اللہ ہے کہ جو اور کفار کے اذنان میں مناسبت مستقر
 تھی اس شان کی تحقیر کا اشارہ ہو کہ یہ خیال چہ نسبتہ از احسان خدا کی اور کفر اذان میں
 جاگیر ہو گیا ہو کفر ہے اور یہ مشارکت شے اللہ ہے بلکہ قبیح امر ہے۔ اور اس حاجت کو ان کے
 اذنان میں منظور چھایا کہ یہ مناسبت مناسبت بین الواجب والمكن ناممکن ہے اور اس
 عدم صلاحیت میں احسان و ادراج مساوی ہیں درحایت موجب قابلیت و صفات
 کے نہیں اور حقیقت باعث عدم قابلیت کے غیر متصور ہیں ان تفاصیر تحقیر شان
 و نبوت و ولایت کو نکال کر بجز قبول کیا کہا جاوے۔ اور اس کی بغیر مذکور کو دیکھو صاف
 لکھا ہے کہ ایذا کا کمال بعد ہم عالم ہوا لے بعض منہم اپنے لفظ کا واسطہ آگاہ کرنے
 اس بات کو کہ یہ کفار جبکہ خدا کے لفظ کا بیٹا اور یسایان قرار دیتے ہیں کہ ذات اس
 نسبت بہت دور ہیں۔ یہ شان الوہیت کی ہے اور ان کی ذات ممکنات معدومہ
 ہیں چنانچہ کہ کفار کے اذنان میں نسبت خاصان خدا کی تھی اس کی تحقیر کا اشارہ ہے
 بغیر میں نکلتا ہے اور شان کی تحقیر کا جو مونیہ کے دلون میں مستقر ہوا وہ اس شان
 کی تحقیر ہے جو عند اللہ اذن خاصان خدا کی نسبت و حاجت و رسالت و محبوبیت
 و صفات کی متعلق ہے۔ چنانچہ اللہ خدا تعالیٰ کی کام کو اس فرقہ نے اپنی سبک افشا

[illegible]

زمین فرمائی اور عموماً سب کو بتوں کا عاجز فرما دیا (الجبواب بمخالف کر اس تقدیر سے
 سب کے کہل گئے کہ یہ خیال لمحو انداز کے دل میں مرکوز ہو کہ جلد انبیاء اور اولیاء
 وغیرہ کو جس اور پید کیا کہ دوزخ کا آئندہ ہیں تاہم اور بیت سعدی عید الہمت کو صاف
 بنا کر کہ یہ شریف کو کبریٰ اور سب لاکر نتیجہ یہ نکالا کہ سب نبی اور ولی پیدا اور دوزخ کا آئندہ
 ہیں انبیاء و صحبہ کا مطلب سعدی دیگر است درہ تو بطور صوفیہ کہ اہم کی توحید تعالیٰ کا بیان
 میں میں پیش کل عالم مملوک الغفل ہے اور میں جن انات نباتات اور حیوانات سادہ ہی ہیں
 سب کے افعال فعل الہی تعالیٰ کو ہیں مخلوق کا فعل و حقیقت لاشیء ہے وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ
 وَ مَا تَعْبُدُوْا مِنْ دُوْنِہٖ اِلٰہَ اِلَّا رِجَالٌ مِّمَّنْ خَلَقَ اَنْفُسَکُمْ اَلَا تَعْقِلُوْنَ
 و عاقبت الانفال پر بندہ محبوب اور مقرب ہے اس کے کلمات اور قدرت ایجاد و فعل کنہیں اگر ان
 پر رگان و بیج توحید ذاتی کا بیان ہو گئے تو خدا جلنے کیا سمجھو گے وہ تو صانع و مالک
 ہیں مافی الدنیا میں اللہ یعنی وہ پہاں میں خدا ہر سے کل فانی لکون ہم اور جیسا
 در حکم شمس و قمر یا او ظلال یو یعنی جو کچھ جہاں میں ہے وہ ہر دم اس پر یا خیالی صورت
 ہر یا اینوں میں مگر شمس و قمر میں یا سایہ میں بیت سعدی علیہ الرحمۃ سے نوات انبیاء
 و اولیاء کہ جنہیں تکلم عظیم القوۃ ہونا اور خیر اور ذلیل ہونا اور چیز ہے معاذ اللہ کہ عید
 کو تہنوا ایسا ہی تصور کیا ہو اور جلد قرآن شریف کو بھی دوزخ کا آئندہ میں عقائد کیا ہو گا
 جسکی شان میں آیات اور احادیث واروہین کہ انہی زائر اللہ قاری کو آگ بھر پار میں
 اور دوزخ سے نجات دلاو دیگر اس سے زیادہ کیا کفر ہو گا کہ انبیاء اکرام کو ہر فرقہ کے دوزخ کا
 آئندہ میں تصور کر کے فاجبتہ الوجود جس کا حکم سب کو بنایا یعنی انبیاء و اولیاء کے چھوڑ کر ان کو دور ہو
 اور جواب میں لازم دوسرے کی یہ کہتا ہر قولہ تقویت الایمان والیکم اصل عبارت یہ ہے
 جو چیزیں اللہ تعالیٰ اپنی ہر اسلحہ خاص کی ہیں اور اپنی خودی کی ذمہ پر نشان بندگی کے
 ہیں وہ چیزیں اور کسی کی ہر اسلحہ کہنے جیسے سجدہ کرنا اور اسکے نام کا جانور کرنا اور اسکو

منت مانتی اور شکل کی وقت نکارنا اور ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا اور قدرت تصرف ثابت کرتی
 سورن باتوں سے شرک ثابت ہو گیا کہ پھر اسکو اللہ ہی چھوٹا ہی سمجھو اور اسیکا مخلوق اور
 اسیکا بندہ بنا اور اس میں دلیا اور انبیاء اور جن اور شیطان اور بیوت اور سی بین
 کچھ فرق نہیں ہیں جس کوئی یہ سمجھ لے کہ یہ شرک ہو جا گا۔ خواہ انبیاء و اولیاء و کرام و
 پیروں اور شہیدوں کو خواہ پتو اور پر سر کرے۔ فقط الجواب جو چیزیں تقویت یلانی
 والیں خاصہ اللہ ہی ہیں وہ خاصہ انہیں اور نہ کہیں خدا تعالیٰ اپنی و بھٹو خاصہ ہی
 ہیں و اول سجدہ ہر سو وہ مطلق خاصہ خدا نہیں اگر سجدہ ہو تو سجدہ عبادت ہے
 نہ سجدہ تحیت شریعہ سابقہ بین الخی و جائز تھا۔ اور یہاں خدا جل جلالہ نے حضرت آدم
 علیہ السلام کو کیا جس نے کیا وہ شیطان ہوا و اذ قلنا للہم اسجدوا
 لآدم قالوا لا یسجد اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے فرزندان کے حضرت
 یوسف علیہ السلام کو سجدہ تحیت کیا تھا وہ قوم انور علی العرش فرشتوں کا سجدہ ایسے یوسف
 علیہ السلام مان اور باپ کو تخت پر بیٹھا یا اور اسکو سجدہ کیوسطہ گرے۔ اور قرآن شریف میں
 یہاں سجدہ خاصہ کو واسطہ آیا جو وہ سجدہ عبادت کا ہے۔ لایۃ الامر سجدہ تحیت
 بعد جب احادیث نبویہ کہ حرام ہوا نہ شرک و کفر کیونکہ شرک و کفر سے قبل انبیاء و اولیاء
 ہیں۔ اور شرک کسی شریعت میں جائز نہیں ہوا اور نہ اللہ تعالیٰ نے کہیں شرک کا حکم کیا
 اگر مطلق سجدہ شرک ہوتا تو اللہ جل جلالہ کو کیوں حکم سجدہ کا حضرت کیوسطہ کرتا۔ مخالفہ
 یہ سمجھا کہ سجدہ تحیت کا غیر خدا کو واسطہ اور شرک کہنے والا اسکا کون ہوا۔ دوئم
 وہ شرک کہانہ کرنا ہی شرک نہیں۔ اگر عند اللہ ہم سب کا اسم اللہ کی باسم فلان کہا جاوے
 تب وہ جانہ حرام ہوتا ہو اور اچ من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة میں داخل ہو۔ اور جانہ
 مشہور بنام غیر خدا چہر عند اللہ ہم سب کا اسم اللہ ہی ہے جو حال طیب ہے اور اسکو حرام کہنا
 خلاف کلام اللہ کو کہ کہ نص صریح وارہم فکروا واما ذکر اسم اللہ علیہ وسلم کہنا

اس جانور سے جو خیر خدا کا نام لا جاوے گا وہ اس کا مالک ہوگا اور اگر کسی نے اس کا نام نہ لیا جاوے گا تو اس کا مالک نہیں ہوگا۔
 جانور سے جو خیر خدا کا نام نہ لیا جاوے گا اور اگر کسی نے اس کا نام نہ لیا جاوے گا تو اس کا مالک نہیں ہوگا۔
 لیکن جو کہ اگر خدا تعالیٰ کے نام سے پکارے گا تو اس کا مالک ہوگا۔
 صورت نام غیر خدا سے اور نہ قبل از ویج اگر کسی نے اس کا نام نہ لیا جاوے گا تو اس کا مالک نہیں ہوگا۔
 و صورت میں کل جانور ملک و حرام ہو جاوے گا کیونکہ وہ سب کا مالک ہے۔
 بن اور نہ غیر خدا کا نام پکارا جاتا ہے۔ مثلاً یہ بکری کی بکری ہو اور یہ بکری کی بکری ہو اگر خدا
 اس نام غیر خدا کے پکار جائے تو اس سے حرام ہو جاوے گا اور اگر اہل بیہوشی میں حیوان کی باکھل
 نہیں تو خیر کسی نام سے مشہور ہو وہ بھی حرام ہو جاوے گا اور اس فرقہ کو حرام ہو جاوے گا۔
 کہ یہ لوگ اپنی منکوحات کو غیر خدا کا نام پکار کر منکر کر کے سب کو حرام جان کر رہیں اور اہل
 اسلام کے نزدیک شہر جانور ہو یا کوئی اور چیز تب ہی حلال ہوتی ہے کہ غیر خدا کے نام پکارے ہو
 کیجاو مثلاً جب تک وگو ابون کعبہ سے ہم مدون ایجاب قبول کرین تب تک وہ حرام
 مرد پر حرام ہے۔ اور عند الاستہار والاستہار حلال ہو جاتی ہے اور رسول اللہ و عبد اللہ و عبد اللہ
 انہو فتویٰ میں لکھا کہ اگر کوئی شخص کہ تو وقت تقریب نام غیر خدا قصد کرے تب تک حرام ہے تو یہ نقطہ
 کہ مطلق نام نہیں ہے یا نہ قربانی کا جانور یا نہ قربانی کا نام پر مشہور کیا جاتا ہے۔ اور حدیث میں
 میں یا ہر منشا تھا کہ یا ہا علی الصراط مطاہ کہ یعنی تم قربانی کو جانور دن خوب منا کیا کہ وہ منشا
 پر تیار سی سوار یاں ہوگی۔ خیال کا مقام ہے کہ تھا یا کہ میں خدا ف جانور و کی منشا میں کیسٹ
 ہے اگر صرف اصناف و شہر سے حرمت پیدا ہو جاتی تو ان حضرت علیہ السلام یہ اصناف کیوں
 فرما کر قربانی غیر خدا سے اور اصناف تک غیر کی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی خاصہ کا
 نہیں ہے سلام اللہ علیہ فی من منہم کہ و اذ قوا یا اھلک العھد انکم منہم کہ وہ
 کہ وہ عہد ویمان پوچھا جاوے گا عہد عام ہے خواہ خدا کو ساتھ ہو خواہ بندہ کو ساتھ ہو۔
 منہم کہ وہ من کہ ایضا عہد واجب ہے خواہ بین العباد و یا بین اللہ و بین العباد ہر ایک

و عہدہ کا ایضاً فرستہ بہ ہشتاد و عدد حرام۔ اور شہت مانتی ہی ایک قسم کا عہدہ کہ اگر
یہ مراد میری برادری تو میں مستدشیر بنی یا یہ جانور فرج کہ کو خلائی بزرگ کو روح کو
ثواب پہونچاؤنگا۔ یہ عہدہ خدا کے ساتھ جو زمین کی بھر کا شریک نہیں بلکہ ایسا جو اس عہدہ
واجبہ لازم ہو کہ اگر خلاف وعدہ کرے گا تو مخالف آیات کریم (جو خصوصاً رافضیہ میں
کا ہوگا۔ اور اسکی کیوت پرکارنا ہی خاصہ خدا نہیں دیکھو حدیث عثمان بن حنیف کی۔
مروسی الشریعی النسانی الحاکم و البھاری فی تاریخہ البیہقی فی الدلائل الدعوات و صحیح
ابو نعیم عن عثمان بن حنیف الانصاری عن اعمی عن ابی النبی صلعم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
یما فی قتال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فهو خیر لک فقال فاعلم۔ فامروہ ان
یجس شہود و یصلی رکعتین و یحرمہ اللہ عا و فی الشفاء فقال لا یطلق یقول شفاء و یصلی
رکعتین۔ الخ۔ الاہم فی الشفاء و التوجیہ الیک نبیک محمد بنی الرحمة یا محمد بنی التوجیہ
الے۔ بنی فی حاجتی بہ و تقضی لی۔ الاہم شفاء فی التوجیہ فصل رکعتین دعا ربہ اللہ عا
فقام قد البصر کذا فی التوجیہ الیک اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ
عیان و حشرین شرح حسن الحسین القاری و کتاب الوضوء الکبیر للسیوطی و غیرہ۔
یعنی عثمان بن حنیف اندلسی سر مروی ہو کہ ایک شخص نے بیان ہی کریم صلعم کی خدمت میں حاضر
ہو کہ عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ عا ایضا سو تیرے سلم و عا کر کہ مجھ کو عافیت ہو اور
کر دے۔ پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ تو جا تو میں و عا کروں اور اگر تو جا تو تو صبر کر
اور یہ صبر تیرے لئے اچھا ہو سو اس عرض کی آپ دعا فرمائی پس حضرت نے اسکو حکم دیا کہ
خرج وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ اور ان کلمات کے ساتھ دعا کر اور شفاء قاضی عیاض میں
کہ فرمایا جا وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ (دعا یہ ہے جو انوار ثانی میں ہے) سوال کیا کہ
امد تیر بنی محمد صلعم نبی الرحمة کو نہ دیکھو تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں یا محمد تحقیق میں
فیرید سواک سب طرف متوجہ ہوتا ہوں میں اپنی حاجت کے واسطے کہ۔ و ان کیجا و سواک

با خدا یا تو حضرت کی صفات میں سرسوار ہوں بن منظور فرما۔ پس اس شخص ایسا ہی کیا سو بنیا
 ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اس میں لفظ یا غلطی کا (ایک صریح وارہ جو اور علامہ صاحبی نے شرح
 شفاء میں لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور عثمان بن حنیف اور انکو پیشرو گوین کو تعلیم کیا
 کرتے تھے اور علامہ ابن حجر نے جو ہر مظلوم میں لکھا ہے کہ یہ بات حضرت کی حیثیت میں اور بعد
 وفات کو بھی یکساں ہے اور یہو اسلاف کو اس عا کو اپنی حاجات میں بعد وفات بھی
 کے استعمال لکھا ہے اور ابن حنیف کو حضرت عثمان بن عفان کے زمانہ میں یہ دعا
 تھی اور اسکی شکل آسان ہو گئی تھی۔ اور یہ سب کچھ طبرانی اور بیہقی نے بیان کیا
 ہے۔ اور یا عباد اللہ ایضاً فی کی حدیث بھی اس فرق کے برخلاف وارد ہے۔ اور حاضر
 سمجھنا اور قدرت تصرف کی ثابت کرنی یہ سچا خاصہ خدا نہیں فلا یظہر علیہ احد الا
 الرضی من رسول کی تفسیر میں شاہ عبدالعزیز صاحب صاف لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ علم
 پر جو عبارت امور شریعی اور تکوینی سچے اس پر مبنی ہے یہ کہ وہ ظاہر کر دیتا ہے اور
 اولیاء کو اس پر علوم غیبی اس طرح ظاہر کر دیتا ہے کہ انکے قلوب صفا میں عکس فیض کا
 منعکس ہوتا ہے جسکو فرید سوامی صاحب کو ذکر حضرات معلوم کرتے ہیں۔ اور قدرت
 تصرف غیر خدا ہی قرآن شریف میں مخصوص ہے چنانچہ قصہ حضرت سلیمان علیہ السلام
 اور لائے تخت بلقیس میں اسکا بیان واضح ہے۔ حضرت سلیمان نے فرمایا کہ بلقیس
 تخت کون لاتا ہے حضرت بولا کہ آنکھو میٹھو بیٹھو میں لاتا ہوں اس بات کو حضرت سلیمان
 نے نامعلوم فرمایا۔ اور قدرت تصرف و لایت کو دیکھو کیوں کہ یہ خبر انبیاء میں کس طرح
 کرتی ہے منظور اس لکھا ویرا صاف بن گیا بولا کہ میں شہم جبکہ تو میں لاتا ہوں داخل
 الذی ہذا علم من الکتب قبل ان یرتد ایک طرف ایک دین چس کے پاس کتاب کا
 علم تھا وہ بولا کہ میں تخت قبل اسکو کہ آپ کی نگاہ آپ کی طرف لوٹے اس تخت کو لایا
 چنانچہ وہ لایا۔ اس تصرف کی خصوصیت کا کہنا ذکر ہے کہ خاصہ خدا ہے اور حضرت

پہنچی داخل ہو کر جو معامہ حضرات متقدمین متعصب حضرات کیلئے اسلام میں برکت
 رہی میں دیکھو آیت پہلی کی تفسیر میں امام فخر الدین نے فرمایا کہ عدی کا نام
 کا بیٹا عین اس وقت میں کہ رسول اللہ صلعم بھی آیت پڑھ رہے تھے آپ کو پاس پہنچا۔
 اور کہا کہ اللہ یہ فرما رہا ہے اور ہم لوگ تو انکی پوجا نہیں کرتے۔ آپ نے اسکو جواب
 میں فرمایا کہ کیا تم انہیں کھال کہی ہوئی چیز کو حلال اور انہی کو حرام کہی ہوئی
 چیز کو حرام نہیں مانتو کہ کتاب اللہ میں اسکا خلاف ہی آگیا ہے۔ کہا ایسا تو ہے
 فرمایا کہ یہ ہر بھی۔ سب کو سوا اوروں کو رب بنالینا صحیح تھا۔ اچھو اچھا انکا ذرا بچا
 اگر یہی معنی ہیں کہ مخالف تابعین متقدمین ائمہ مجتہدین پر جہاں میں توبہ میں ہی
 حکم کس میں آیت متشکوہ اگر مطلق خلاف کتاب اللہ کو شرک ہو تو جو احادیث مخالف
 نص قرآن شریف کے آتی ہیں وہیں یہ لوگ کیا کہیں گے اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 شامہ کا فرمایا ہو کہ منہ و دود تو اتھہ تو کو و سوار۔ اور حدیث شریف میں موزہ پر سحر کا
 حکم آیا ہے اب مسیح موزہ پر خلاف امر الہی ہے یا متعال مرکا۔ ہو جب فہم و ادراک ان
 کی انکو لازم ہو کہ جتنی احادیث مخالف قرآن شریف ہوں سب کو یک قلم میں حکم میں
 (یعنی شرک میں) داخل کریں اور حدیث جو مخالف قرآن شریف کی ہو اسکی
 عامل کو مشرک کہیں۔ کیونکہ مسائل قیاسیہ ائمہ مجتہدین کی جب انکو نزدیک شرک
 قرار پائی اور بعد از انکا شرک مقرر ہوا تو حدیث پر عمل کر چکی شریعت کہاں سے نکلو
 گی بکرا ائمہ کو تابعی بکرو و سوار اللہ تعالیٰ تو یہ فرمایا ہو اذیعوا اللہ و اطیعوا الرسول
 و اولی الامر من بعدہ و نہ تہکم فیہ من بعدہ خدا و خدا کے رسول کی اور ائمہ اسلام کی تابعداری کر
 اصل بات یہ ہے کہ آیات کرامہ شامہ مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ حدیث عدی بن حاتم کا مقصد
 منصوص اس کتاب پر ہے کہ انکو علمائے و فقہاء کلام الہی کی تشریف کر کے انکا حکم ہو
 احکام مخالف مراد الہی کہ یہ تہو اور کہتے تہو کہ ہذا من عند اللہ یعنی یہ خدا کی

طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى يَكْتُوبُ الْكِتَابَ يَوْمَ الْقِيَامِ
يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ یعنی عذاب ہو گا تو کہوں

کیونکہ جو لوگ اپنی باتوں کو کتاب کہتے ہیں بہتر تو ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے
اور قرآن شریف اس تحریف سے محفوظ ہے کہ جبکہ خلق نے کہا اَلَّذِي كَذَّبْنَا لَهُ لِحَاظِ قَوْلِ
کے اسکا آپ خدا حامی و حافظ ہو اور اجماع مجتہدین سے اس بار بعد اپنی قیاس کو ثابت نہیں
کہتے بلکہ محض کہتے ہیں حتیٰ کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ

تو حدیث مرسل کے بت پرستی کو قیاس منظر کو بھی ترک کر دیتے ہیں۔ اور قیاس
منظر کے معنی یہ ہیں کہ ایک حکم اصل سے خارج کی طرف متعدی کرنا بسبب اتحاد علت
حکم اصل کے اور وہ علت علم لغت سے معلوم نہیں ہو سکتی یعنی جن جن شایا یا
واقعات جبر یہ کا حکم کتاب اللہ اور سنت نبوی میں صاف قطعی نہیں آیا۔ اور انکا
و قوع بعد از زمان رسالت چوتھے تو انہیں اصلی حکم کی علت دریافت کر کے حکم قوع کا
معلوم کر لیتے ہیں مگر اصل حکم میں شرائط ملحوظ کہتر ہیں۔ کہ ایک تو مقول لغوی ہو کہ
جبکی علت بدرک ہو سکے تو دم تحقیق حاصل نہ ہو اور جواب میں سے الزام کے مفاد
نے ایک حدیث قدسی لکھی ہے۔ **هُوَ لَمْ يَأْتِ بِشَيْءٍ** **لَوْ أَنَّكَ لَأَخْرَجْتَهُ**

وَأَنْتَ كَرِهْتَ **وَجَدْتَهُ كَأَنَّكَ لَأَخْرَجْتَهُ** **وَأَنْتَ كَرِهْتَ** **وَجَدْتَهُ كَأَنَّكَ لَأَخْرَجْتَهُ**
و پچھلے پہلے اور آدمی و جن سے کہ تم میں سے ایک شخص کے بڑے پر بیزار گار۔ ول پر ہو
تو میرے ملک میں کچھ نہ یا وہ نہ کر لیکر الجواب اس حدیث شریف سے مسادا کسی کو کہتے
قلب کے ساتھ ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ علی اتقی قلب رجل کے منہ معقدین نے یہ ہم
ہیں کہ جسطرح وہ اتقی قلب جل علوم الیہ میں متقلب تھا تو ویسی ہی یہ بھی ان
علوم میں متقلب ہو میں اور ثقلب فی العلوم الظہریہ مستلزم مساوات و مماثلت
کو نہیں کیونکہ صریح اکثر کے سینہ میں حضرت رسول کریم نے سار علوم ڈالے مگر

یہ حدیث مرسل کو اگر عام قیاس منظر میں

مسوات تو نہیں پہنچی اور نیز مخالف لکھا ہے کہ قولہ تفسیر مفساوی میں ہی آیت (۱)
 اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِۦٓ اَكْرَهًا ۚ اَوْ اَبَدًا ۚ وَكَانَ كَفِیْرًا ۝۱۰۱
 میں تحقیق لکھا ہے کہ ہر ملک کچھ ہی اسکا پکڑتا نہیں ساتھ ہمارے فسق و فکرا الجواب
 آخر میں خدا فرمیں اس فہم و ایمان پر اس تفسیر میں لکھا ہے کہ جبریل علیہ السلام جبریل علیہ السلام
 عشر اقصیٰ تعرض کا تو یہ تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب مخلوق کا حسین شیطان و جبر
 ہیں اور سب مخلوق کا شیطان و جبر لکھا جبریل انبیا و اولیاء کرام میں یہ کفر ہے
 کہ خاتم النبیین کا لفظ بجز صادق سے کہ نظیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معلومات باری و خارج ہے
 اور یہ کہ تو بجا خود اس کے جواب میں تو کسی مفسر میں نہ ملو گی کہ ان میں
 کہولی اور اگر کسی مخالفت نے ہرزہ درالی کی ہے تو یہ کہ جو قولہ اَوْ اَبَدًا ۚ وَكَانَ كَفِیْرًا ۝۱۰۱
 خدا کے ذیل لکھا ہے اگر ہم جبریت پر گنہگار ہیں ایک اور ایسا ہے جو اور یہ کہ
 تفسیر کبیر ایک دلیل امکان نظیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر لایا اور کہا کہ تفسیر کبیر میں
 ہے کہ یہ آیت ولدت کریم سے کہ خدا تعالیٰ پر قریم میں نہیں مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 جو اتنی خلاصہ الجواب اس خیال پر یہ لوگ دین جبریت کو جبریت میں لکھا ہے اور یہ کہ
 نہیں سمجھتے کہ شیعہ صف نظیر میں اور چیز ہی اور مخالفت اس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتم الرسالت
 میں اور نیز جبریت و انبیا و کرام میں سب نظیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تو ہو گئے ہیں لیکن تمام
 الرسل تو نہیں سب مشیت بشریت اور رسالت اور نبوت میں اور ہے اور مطلق محمد
 مختصہ بذات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں مثال ہونا اور شرح عقاید میں لکھا ہے کہ تمام انبیا و کرام
 جمیع الاوصاف کا نام ہے خلاف معلوم ہر بیجا محال ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت
 کو خاتم النبیین فرمایا تو ضروریہ خبر مطابق خبر مذکور ہے اور اگر معلومات کے تعالیٰ میں جبریت
 ممکنات میں کوئی روح مثال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو تو جبریت بیجا میں کذب لانا آنا وہ محال
 ہے ویکون تفسیر کبیر تحت آیت کریمہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِۦٓ اَكْرَهًا ۚ اَوْ اَبَدًا ۚ وَكَانَ كَفِیْرًا ۝۱۰۱

کہ اہل سنت نے انکارِ اتفاق پر اسی ثابت و دیگر آیات سے استدلال کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ
 نے ایک شخص سے خبر دی کہ یہ ایمان لائے گا۔ پس اب اگر اوس شخص کو ایمان صادر ہو
 اور خبر اللہ تعالیٰ کی کا ذوق ہو جائے گی اور کذب بھی سمجھے۔ اور فعل تبلیغ مستلزم جہالت کو
 ہوتا ہے یا احتیاج کو اور یہ دونوں ذات باری میں محال ہیں صدور ایمان کا اوس شخص سے
 نیز محال ہے اور اس مطلب کے علم کی صورت میں اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب خدا تعالیٰ
 نے جانا کہ فلان ایمان لائے گا۔ اب صدور ایمان اوس سے مستلزم انقلابِ علم باری
 بجہل باری پر ہوتا ہے۔ اور باری تعالیٰ کا جہل محال ہے اور مستلزم محال کا محال ہے۔ پس ایمان
 اوس شخص سے محال ہے۔ یہی اسی مطلب کو وجود عدم و نفی و اثبات اور تبدیلی کلام اللہ
 کے عنوان میں بیان کیا ہے۔ تفسیر میں پانچ تفاریر ہیں کہ کلام اللہ یا جبکہ خلاصہ یہ ہے کہ انقلاب
 باری اور خلاف خبر باری محال ہے اور نیز خلاف علم باری کا غیر مقدم و زبورنا تفسیر کرتے ہیں
 تحت آیہ کہ یہ علم اللہ تعالیٰ کا ہے اور کلام اللہ تعالیٰ کے کلام باری کے خلاف معلوم عند اہل سنت
 غیر مقدم و زبورنا خلاف الحکمت غیر مقدم۔ اور تفسیر نیشاپوری میں تحت آیات
 مذکورہ لکھا ہے کہ خلاف معلوم عند الشریعہ غیر مقدم۔ اور نیز تفسیر کبیر
 بدیل آیت کریمہ لَنْ يَسْمَعَ اللَّهُ وَحَاكُمُ الْمَلَائِكَةُ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا لکھا ہے علم اللہ
 نبی بعدی نے خدا تعالیٰ کو جانا کہ کوئی نبی بعدی نہ کریم صلح کو نہیں۔ غرض نقل ان کلام
 و خلاصہ اقوال اہل سنت سے یہ ہے کہ معلوم کہ نہ محال کا علم و خبر باری سے ہوتا ہے۔
 اور اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ خلاف علم باری محال ہے۔ جیسا کہ میدان
 معرکہ میں معترض نے تقویتِ ایمان کو بظہور پر دکھایا تھا۔ اور تقریر دلیل عقل کے
 جواب اول میں مخالف نے تین نظیرین پیش کی ہیں قولہ اول خاتم النبیین اور قولہ
 شَهِدْنَا بِالْحَقِّ فِي كُلِّ فِرَاقٍ دُومَ دَلِيلًا لَوْنٍ مُخْتَلِفِينَ وَلَوْ شَاءُوا لَفُتِحَ الْجَنَّةُ
 أَمَّا وَارِثَةُ يَوْمِ الْاٰزِمِ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ اور



ولو شاء ربك لآمن من في السموات كلهم جوعاً عطشاً
 اور کہا کہ اگر خلاف خبر و علم باری تعالیٰ کے محال ہوں ان آیات مذکورہ میں ناقص
 لازم آئے گا خاتم النبیین اور لو شئت لبغضائن او ذروا کات باقیہ میں اتنی خلاصہ
 الجواب ہے جن آیات مذکورہ کو صریح میں کلمہ لکھا گیا ہے وہ آیات معارض دوسرے
 اخبار کی نہیں ہو سکتی کیونکہ کلمہ کو لا تشعشع الثانی لا تشعشع الاول ہوتا ہو یعنی لو متشعشع
 پر داخل ہوتا ہے اشعشع شرط کو کا سبب تشعشع جزاء کا ہوتا ہو۔ اگر داخل ہو گا ممکن ہوتا ہو
 آویگا کہ دل خدا ہی ممکن ہو۔ اور تعدد الہیہ بھی غیر مستبعد ہو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کہ
 اردنا ان نختار لک العاقبۃ الخیر اگر ہم چاہیں تو کہ بیشیا بنا دیں تو آخری پاس سے اسکو بناتے
 لو کان فیہا الہ الا اللہ لفضلہ اگر نہ میں وہ آسمان میں خدا متعدد ہوتے تو زمین آسمان
 جبرستے بلکہ لو محض سبب ارتباط بین الشرط والہوئے الزمان لما فی ہوتا ہو اور گاہ
 کا مطلقاً کوئی نہ نہ ہو۔ اس مخالفہ کو بڑا دہوکا ہوا کہ تو اور ان کو مغوی نہیں سمجھا
 اور نہ اب تک اس فرق کو اور ان کی سمجھی ہیں۔ تقویت الایمان والا کتا ہو کہ اگر چاہیے
 تو ایسا کر دے اور یہ معنون کہ ہیں۔ اور سبب استقبال ہوتا ہو اور شکوکات ممکنات
 داخل ہوتا ہو بخلاف اس کے کہ وہ سبب ماضی ہی تھا جو اور متشعشع داخل ہوتا ہو۔ ان آیات
 سے تقویت الایمان کی سیاحتی کہیں نہیں ڈہلے گی۔ اور مخالف نے وجوہ اسے تقریر
 دلیل عقلی کے اپنی حذیر میں تحقیقی جواب یہ لکھا جو قولہ ایسا ہرگز نہیں جائز ہے
 صاحبنا سمجھتی ہیں کہ جو معلوم ہے وہی مقدم ہے۔ بلکہ اللہ جل شانہ ایسی ہی معلوما
 پر قادر ہے جو محال عقلی نہیں۔ اور ایسے محال کہ مستبعد بالغیر سے تعبیر کرتے ہیں اور اسکو
 محال شرعی بھی کہتے ہیں۔ اور اسکی تین مثالیں ہیں جنہن سے ایک امکان وجود محمد
 جیسو کا بھی ہے گذر چکین ہیں یہ بھی بیان کر دیا گیا کہ عدم وجود شمل محمد صلعم
 کے بیان سے ثابت ہوا جو ورنہ عقل کے نزدیک اللہ کی قدرت میں داخل ہے

اور محال ہے جو عقل کے نزدیک ممکن نہیں اور اسے مستبعد بالذات کہتے ہیں اور یہ قدرت
 میں داخل نہیں۔ اور اسکی مثال اللہ کا شریک ہے اہل الجواب ہندی شعور و فطرت
 ہے کہ اس مخالف کے کلمات کفر کے نائید میں بہت کفریات لکھی۔ نعوذ باللہ خدا کو
 جابل قرار دیا کہ اسکو ایسا نہ معلوم تھا جو اتنا نہ سمجھا کہ خدا تعالیٰ کو نامعلوم ہے اور نہ معلوم
 ہے کہ اس نامعلوم پر قادر ہے اور مقدور تو ممکن تھا جو ایسا کون ممکن ہے کہ جو خدائے تعالیٰ کو
 نہیں۔ باین ریش ریش۔ یہ کہنا عقل دینے نہایت بعید ہے۔ اور آیات مذکورہ صمد
 بدلو جو اسکو زعم میں تمسک اس تجویز کے ہیں سو انکا حال سبباً لکھ چکا ہے کہ وہ
 لو مستبعد بالذات ہوتا ہے۔ اور محال عقلی اور خلاف معلوم باتیں کا غیر قدور و جابل
 اہل سنت کا مذہب ہے سلف مخالف سہی پر تحقیق۔ بلکہ بعض علم کے مقدور سے عام ہے
 ہیں۔ یہ مخالف طوطی صفت گینگوئید و لمبی و اندان باتوں سے معلوم ہوا کہ یہ شخص کلمہ
 طیبہ کہتے ہیں نہیں جانتا جسکی خدائے تعالیٰ کو جابل قرار دیا وہ نادان اللہ کے معنی سے
 منکر ہے کہ اللہ نام جو ہر مخلوقات مستحب جمیع کمالات کے۔ جب اللہ تعالیٰ قہم یعنی جابل
 قائل ہوا تو وہ ذات جامع کمالات کہاں رہی۔ کیا کمالات ہیں ایسی چیزیں ہیں کہ جنکو
 خدا تعالیٰ نہیں جانتا جیسے کمالات اسکی علم میں ہوئی تو قدرت انکو کس طرح
 ہوگی۔ کیا خدا تعالیٰ ہر نزدیک کسی مقام مظلم میں ہے کہ مقدورات کو ٹوٹل۔ یا جو کوئی
 اور کوئی نامعلوم ہے تضرع اللہ من ذہم العباد یہ ہے۔ معلوم ہوا کہ عید لوگ شل عبد اللہ
 بن سبا کو ظاہر اسلام ظاہر کر کے دہرہ اسلام کی تحریب میں کبرتے ہیں۔ بلکہ کوشش
 یا طغی کا نتیجہ ہوا کہ وہ اقصیٰ و ذوالیہ کی طرہ سے بیان اسلام ضعیف ہوئی۔ اور اسلام کی
 طاقت کو ضعیف کر دیا۔ شک کا مقام ہے کہ اس مخالف نے تسلیم کر لیا کہ محال عقلی خدا
 از مقدور جو سنو پلے بیان ہو چکا ہے کہ اہل سنت کو نزدیک خلاف معلوم ہوا
 محال ہوا اہل سنت کی مراد محال عقلی و شرعی ہے نہ محال شرعی قطعاً تا وہ مسلم الظن

جو کہ محال قطع محال شرعی ہو جو۔ اب بیان ہوتا عقلی نظیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 گوش ہوش ہوئے۔ وہ تقریر ہے۔ ثبات متنازع نبی کریم صلعم جو شہار میں دین
 بعض ہے انہام عوام سے جو وہ اس عاقل و لائل عقلی و عقلی بہت میں اور یہ مسئلہ آج
 کا جو بلکہ ساتھ بہت تقویت الایمان کے و حلی آتی ہے متنع بالذات اور محال عقلی
 شریک باری میں نہیں بلکہ متغایات بالذات والذات باری و ولد باری اور جماع قیضین
 اور چل باری و کذب باری اور حجاج باری اور نظیر نبی کریم صلعم اور نقد و مبادی
 اعداد و غیرہ ہیں۔ مقصد کی تقریر مخالف نہیں سبباً مطلب ہے کہ جب راج
 از علم ہر ممکنات کو طرح پر ایسا کہ کل اہل سنت کا اس پر اتفاق ہو۔ اور جو الہ
 نظیر کبر و تیشا پوری بذیل اہل شیطانیہ کے تحریر ہو چکا ہے۔ اس میں اہل شرعی
 سے متنع عقلی معلوم ہو گیا اور یہ دلیل شرعی جامع دلائل عقلیہ کو بھی ہے اگر یہی
 بلور فلاسفہ کیجا دی۔ تو سب پر عیان ہو چکا کہ اس میں کیا کیا امور مستور تھے معتبر
 خالی از حکمت کو خارج از نقد و کہتے ہیں۔ اور اہل سنت خلاف معلوم باری کو غیر معتبر
 کہتے ہیں فلاسفہ و غیرہ کا قاعدہ ہو کہ علم مطابق معلوم کے ہوتا ہے علم باری میں ممکنات
 معلوم و حاضر ہیں اور یہی حاضر ہوتے ہو جب خدایا ایک ذات کو فتنی سلسلہ سائنس
 قرار دیا تو یہ وجود و وجودی اس فتنی سلسلہ کو دوسرے شخص فتنی اس سلسلہ خاص کے طرح
 ہو سکتا ہے اور عقل کیسے تجویز کر سکتی ہے مثلاً سلسلہ اعداد کا مبداء واحد اب عقل
 کی عقل کی تجویز نہیں کر سکتی سو اہل واحد کے دوسرے مبداء اس سلسلہ خاص
 کا ہو بلکہ یہ متنع ہے کیونکہ دوسرے مبداء مساوی نقیض واحد کا ہے۔ ایک شے کی
 بدلتی ہو اسکی نقیض یا مساوی نقیض کا وجود متنع بالذات ہو کیونکہ جماع نقیضین
 متنع بالذات و محال عقلی ہے اور نیز حضرت صلعم حسب نحو ائمہ حدیث شریف
 اول باخلق اللہ نور و اول باخلق اللہ عقل کے معقول اول واجب الوجود کی اور

مبادا سلسلہ کائنات کو پس اور واجب الوجود عن العقل بسیط و نہا و غار جہا ہو اور
 قاعدہ مقررہ فلاسفہ کا ہر کہ الواحد لا یقصد عنہ الا الواحدا اور معلول اول واجب الوجود
 کا اول ہے اب باوجود عقل اول کے صدور نظر عقل اول اس بات بسیط حقیقی سے
 اگر جہت سے ہو چھتے عقل اول صادر ہوا ہو تو نظیر عدل معلول اول
 و عقل اول کی ہندوگی۔ اور اگر دوسری جہت سے صادر ہوا ہو تو ترکیب واجب الوجود
 کے لازم آویگی اور ترکیب مستلزم امکان خاص کو ہوتی ہے یہ کیف صدور نظیر
 عقل اول محال ہے۔ تاہم بطور شک و شبہ کے دو سطرہ ثبات کر چکے ہیں مقام
 مندرجہ الاقدام ہے کہ امتناع بالذات اور بالغير میں تفرقہ مشکل ہوتا ہے تو گوئی
 خداست میں پڑنے میں شریک الباری کے فرض کرنے سے بھی یہی قیاحت لازم
 آتی ہے کہ واجب الوجود کی ترکیب قائل لازم آتی ہو اور صدور نظیر عقل اول سے
 یہی ترکیب ذاتی واجب الوجود کی لازم آتی ہے پس جیسا وہ محال عقلی ہو دیا ہی
 یہ محال عقلی ہے امتناع شریک الباری بھی یہی تقریر ہے کہ اگر شریک الباری
 وجود ہو تو باہین واجب الوجود و شریک الباری مابہ الاشتراک ضرور ہوگا۔
 اور چہاں مابہ الاشتراک ہو تو وہاں مابہ الامتیاز کا ہونا بھی واجب ہے لایکل
 جنس میں فصل میں ترکیب واجب بسیط کے جو مساوی امکان خاص لازم آویگی
 اور یہ محال ہے کیونکہ انقلاب مابہات کل عن کلین و بسطہ ثابت ہو کہ نظیر ہی
 کریم صلعم خواہ با اعتبار جدا کائنات کی اعتبار کیا ہو یا باعتبار منتہی سلسلہ
 سہالت کو ہر تقدیر یہ مبادا و منتہی منحصر و واحد میں ہر تعدد
 شخص کا محال عقلی ہے شرا میں یہ کہ اگر تجویز تعدد و مبادا خاص منتہی
 خاص کی کیا ہو سے تو اجتماع نقیضین فی محل واحد لازم آوے گا۔ اور مخالف
 نے متنع بالغير کی تین تہذیبیں دین ایک وجود نظیر ہی کریم صلعم جسکا عا

جبکہ حال سابق معلوم ہوگا کہ نشان مطابق مثل یہ کہ نہیں دو تمثیل یہ کہ قولہ اللہ
 جل شانہ سبھی انبیاء اولیاء کا عذاب آخروی میں گرجا کرنا عقل کے نزدیک میں
 نہیں اور سبب نیازی قدرت میں اعلیٰ ہے ورنہ عذاب میں ایسا اسپر شاید کہ گرجا کرنا
 قہر کندہ انبیاء چھٹا مفسد تست۔ مگر دلیل شرعی نے بتلادیا کہ یہ حضرات سبھی نقیض
 جنتی ہیں (تیسری تمثیل) ایسا ہی فرعون و شداد اور عمرو حبیبی جو یقینی کافر
 ہیں انکو داخل جنت کر دینا عقل کے نزدیک ممکن ہے اور اللہ جل شانہ کی قدرت میں
 داخل و یغفر لمن یشاء اسپر شاید کہ پر وہ اللہ کو ہر وارہ کا شفیق امید مفسد
 است۔ مگر دلیل شرعی نے بتلادیا کہ یہ لوگ ہمیشہ دوزخ میں منکر اور کبھی نجات نہ
 نہ پاویں لفظ لفظ الجواب داد۔ مگر عقل عقل چکنی اس کہ بیش مردان بیاید
 وہ ہی وہ ذات واجب الوجود جامع کمالات کو جو حکم و عوام حکم الحاکمین سے
 ایسا تصور کرنا کہ کافر نبی اس کے نزدیک برابر ہو جاوین اور وصف کفر و ایمان
 وہ یکساں کر دے اور اسما ذاتیہ کا مقتضی متخالف ہو جاوے یا ذات باری تعالیٰ ان اسما
 ذاتیہ و صفاتیہ سے مجر و مشصو ہو۔ یہ بات کسی عقل تجویز نہیں کر سکتے ہے
 اللہ تعالیٰ فرمایا یٰٰمُؤْمِنُوْنَ اَلْقُوْا اَلْقَوْلَ الَّذِیْ فِیْہِ وَسْءَلُکُمْ اَلطَّغٰوٰیۃَ لِلْعِیْبِ اَلَا تَعْلَمُوْنَ
 کا آم کفر و سلام کو جو مظہر حال و جہاں میں کو مسامی تصور کر سکتا ہے یہاں ہی
 بات اجتماع نقیضین کی لازم آئی ہے کہ متنع بالذات ہو اور محال عقلی جو مقدر و
 سے خارج ہے فرمایا اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ
 ذٰلِکَ لِمَنۢ یَّشَآءُ یَغْفِرُ اللّٰہُ تَعَالٰی شَرِکَہٗ کُوْنُوْہِیْنِ نَّحْشًا وَّ اَوْدَاسًا وَّ شَرِکَہٗ کُوْنُوْہِیْنِ
 یَغْفِرُ کُوْنُوْہِیْنِ وَّ اَوْدَاسًا وَّ شَرِکَہٗ کُوْنُوْہِیْنِ وَّ اَوْدَاسًا وَّ شَرِکَہٗ کُوْنُوْہِیْنِ
 لازم آوے گا اور یہی وہ موقع ہیں اور تبیح و عیب خداوند کیم پر نکالنا محال ہے پس
 نَحْشًا کفار کا محال ہے اور عذاب انبیاء کا متنع اور مخالف نے حاشیہ یہ قول راہی

نقل کیا و اسکی کیا محققوں بعد از انصاف علی انہ سبحانہ لہ اندر دین میں کچھ لایا نہ سچا لکھا و
واللہ اعلم بالصواب (اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جانتا ہے) و اصدیقہ علیہ السلام (صدقہ علیہ السلام)

الجواب میں عبارت رازی کو مطلب مخالف کو مفید نہیں جو کچھ مخالف سمجھا
و دوسرے غلط و ضبط ہو اوسے سب پر خیال کی تصویر کشی ہو اگر یہ مجوز عقلی ہو
تو شافعی لوگ احتجاج اس آیت سے کیوں کیڑے اور اصحابنا کا لفظ دیکھو بنا یا ہو کہ
کہ حنفیہ کرام کے برخلاف ہو کیونکہ امام رازی شافعی مذہب ہے اور جسکے
اصحاب شوافع ہیں نہ حنفیہ۔ ہم حنفیہ کرام کے نزدیک بلکنی الواقع ہے امر یہ
مسئلہ آپس انبیاء و الکفار محال عقلی ہے اور تجویز صد و بارہی بخیر خیال کی ہے اور
عموماً مغفرت و عذاب کے پاس سناؤ ستر کن نبوت کی ہے اور دوست سعدی علیہ السلام
کا مطلب کچھ اور ہے یعنی اگر تم کہہ دو تو انبیاء اسون کے جانب ہو کیا غدر کرینگے اور
لفظ فرماؤ تو سب گنہگار امید مغفرت کی رہتے ہیں اور شافعی سے مراد اس کے کفار کے
ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے **لَا يَذُنُّ لَكُمْ مِنْ تَرْجُحٍ لَكُمْ إِلَّا أَنْتُمْ**
الْكُفْرَانُ یعنی خدا کی رحمت سے کافر لوگ نا امید ہو گئے۔ ایمان امید رحمت کی
شرط ہے اور کفار میں اس امید کا ہو نہ کہ **تَقْظُوا مِنَ اللَّهِ** خاص ایمان
داروں کو خطاب ہے۔ علاوہ بران شیخ سعدی صاحب شافعی مذہب ہیں۔ امام رازی
و سعدی ایک مذہب ہیں ہمارا عقاد و استدلال کے ساتھ انکو اس مسئلہ خلافی
میں مسئلہ پکڑا خلاف و اب علی ہے۔ قولہ امام رازی نے و لو شئنا انفسا کی تفسیر
میں لکھا ہو مسئلہ جو تھا کہا اہل علم نے کہ اس آیت نے ولایت کی اسباب پر
کہنا معلوم ہے اللہ جل شانہ کا سنا دے۔ الجواب جو کچھ مخالف سمجھا انہ عقیدہ
کے موافق سمجھا اور یہ عقیدہ اہل سنت کے نزدیک کفر ہے تفسیر کبیر و البکا
عند یہ مذہب نہیں جو یہ مسئلہ سمجھتا ہے شیخ ہیں۔ اوسنی نقد معتزلہ کا

قول نقل کر دیا ہے اس مسئلہ الرابعہ قائلو، او یہ مخالف کیسا خود راہ آدمی جو کہ قائلو کہ ضمیر اللہ
علم بنایا مخرج ضمیر قائلو کہ معتزلہ لوگ ہیں ویکوہ اول تفسیر کسیر بذیل **سورة**
الانعام **وَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نَارٍ وَنُفْرٍ** کہ اہل سنت و معتزلہ میں یہ تنازع ہو کہ خلاف
معلوم خارج از مقدمہ ہے یا خلاف حکمت خارج سوال کے اہل سنت قائل ہیں اور دوم
کہ معتزلہ اور ولایت معتزلہ کی آیات ہیں اور اہل سنت کی یہی آیات جس سے کسینی مسئلہ
کیا کہ یہ والد اس کا قول اس کے ذیل میں لکھ دیتا ہے **خَلَقَ اللّٰهُ عَلٰی غُلُوْطٍ وَّحٰی مَخْجُوْمٍ**
وَعَلٰی الْاَبْدَانِ نَفْسًا کا مضمون اس فرقہ معتزلہ پر صادق آتا ہے۔ یہ معتزلہ اتنا
نہیں سمجھو کہ لو عقلیات پر داخل ہوتا ہے نہ کہ ممکنات اور لو شئنا کے معنی یہ ہیں کہ اگر
یہ مشیت ممکن ہوتی تو ہم ہر گاہ تو میں تدبیر بھی کر سکتے ہوتا تو ناممکن ہے۔ شئی مصدہ ہے
مفعول مفعول نجس سے مشیت لگو وہ شئی جو جس سے مشیت متعلق نہ ہوئی ہو وہ ممکن
ہیں۔ اور معتزلہ شئی کو عام یعنی ہیں لیکن وجہ عموم کی محدوش فیہ ہے اور مخالف
نے در جواب اس فقرہ مقررخص کے دوسرے فرقہ دعویٰ کرتا ہے کہ ہم آیت اور حدیث
چلتے ہیں۔ لازم ہے ہر فرقہ مذکورہ تقریرت الایمان پر ایک ایک آیت یا حدیث
مطابق ان فقرات کے لایں کہ لکھا ہے کہ قولہ شکر ہے اللہ کا کہ ہر ایک لازم
کا جواب آیات و احادیث صحیحہ سے جیسا مانگا اور سبحانہ و تعالیٰ کی یا۔ سی سو دیا
اذا ہوا الجواب سبحان اللہ کیا آیت و حدیث کے مطابق جواب دینو کہ بیشک
الزام کو سمجھے ہی نہیں۔ چہاروا لے فقرہ کے مطابق کو کسی آیت یا حدیث
لاسے جبکہ ٹیک ٹیک ترجمہ یہ ہو کہ ہر مخلوق کیا چاہو اللہ کی شان کے اگر چہ اس کی
ذلیل ہے۔ اس کو جواب میں **لَا تُكْفِي الشُّكُوْبَ وَكَانِيَ الْاَرْضُ وَابْنِیْ** کے مترادف
لکھا ہے۔ سنو اول ترتیب کو ملکیت ثابت ہے اور ثانی سے عدم مساوات یعنی سب مخلوق
کا ملک ہے۔ اور خدا جیسا کوئی نہیں۔ ان سے یہ بات کہان نکلو کہ ہر مخلوق کیا بڑا

کیا ہو گا چھوڑ دینا بھی ذلیل ہو۔ آیات محکومات کے مقابل میں یہ دو آیتیں پرکھ کر اور
 بالارسی لکھ کر دعویٰ اسلام کرتے ہیں جو اس مخالف نے معنون اور آیت نہ کو کہ
 انہو خیال میں گہرے میں انکوود اللہ العزیز و لرسولہ و للہو منین کے مقابل کر و اور ان
 اگر کہم عند اللہ لثقتکم کے معارض بناؤں گے نہ اقیانوس جتنی آیات و احادیث ہیں
 اہل تبار و معاصم قادیان میں انکو سامنے لا دیا گیا کوئی قابل جنگ و سیاہ و سفید کی تمیز
 ہے یہ باور کریں کہ آیات اکرام و اعزاز نبی کریم کی ہوتے ہوئے کوئی ذی شعور ان
 دو آیتوں کو جو یہ مطلب نکالے گا جو اس مخالف نے کہا اس کا پاس ہو۔ طریقہ یہ کہ
 آیت فاجتنبوا الرجس من الاخوان کا لکھ کر انبیاء اولیاء و ملائکہ کو دفع کا
 آیت میں بتا دیا جنکی شان میں اس مخالف نے یہ کلمات لکھے ہیں جو حق پادشہ
 میں اسکی بجائے دستغفور و اللہ منین کے معنون لکھا فرین کا معنون اور اگر سے
 میں۔ اب تک کسی لاندہ سے معترض و مشتہر معصام و ایکنہ اعتراض کا جواب نہ آیا
 قطعیہ کی سلامتی جواب کیا ہے لا وہین نہ امت کا عرق قیامت تک مکی شیشانی سرور
 نے کہا اور انہی (الحق) منہ الرجس من الاخوان و ملائکہ و انبیاء و اولیاء کا لغو و مارتے رہ گئے
 آیت کا شریں سول اللہ کو ساتھ کوئی رستہ نہ بنا تا اور اس فلا کو دوست نہ بنا تا کہ
 جانب میں عزت انبیاء کرام اور دوسری جانب تقویت الایمان والاان و نوران
 کی محبت دل میں منن کر لیں اور آیات کرام کے ہوتے ہوئے پہر ہی پاسدار ہی مخالف
 نبی کریم کے نہ چھوڑے تو چائے افسوس ہو دعویٰ اس فرقہ کا یہ ہو کہ متبع حدیث میں
 اور تقلید میں ایسے مشرک ہیں اور خود تقلید اس موجب دین جدید یعنی تقویت الاسلام
 والے کی مخالف آیات و احادیث اور عقل کے انہو ذمہ فرض جاتے ہیں بے جا یہ تو کیا
 کہ اسکی تقلید اعتقاد یا غیر میں کس آیت و حدیث سے ثابت ہوتی ہے صرف اتنا
 کہ بنایا ہو کہ حاجی و غازی ہے۔ پس ایسے کرام مجتہدین نہ سب بارجہ والوں کے منافی

کو بالآخر طاق السیان رکھ دینا اور ایسی مخالفت نہی کی تاہم ارہی بلا دلیل اختیار کرنے
 کو سوچنا جنون کے کیا کہا جاوے گا اور مخالفت نے آئین کو مسئلہ میں نگہا ہے کہ قولہ
 اللہ جل جلالہ جب تک آمین کا دعا ہو نا اور ہر دعا میں انشاء آیت نہ کرین تب تک مخالفت
 مباحہ اور اس سے بچا کرنے آئین کے ان آیات سے ثابت نہیں ہوگی۔ الجواب آمین
 کا دعا ہو نا اجلی یہ بیہیات سے ہے کوئی وجہ نہ ہو نا ہی نہیں کہہ سکتا کہ
 آمین دعا نہیں۔ یہ اس فقرہ کا شعور ہے کہ اقوال مذکور ہیں جسے تخصیص
 آمین کے مقتضی کے ساتھ ساتھ نہ نکلتی ہے۔ یا وحدیث جنس آمین کا معنی او خاتم ہونا
 دعا کا نکلنا ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ آمین دعا ہی نہیں بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ دعا
 کو یہ لوگ مخالف شیعہ کے جانتے ہیں پس خاتم النبیین میں حضرت صلعم کو سلسلہ
 رسالت سے خارج تصور کرین کہ جہاں فقاسیر میں آمین کے معنی استعجاب یا افضل کے کاہر
 ہیں۔ صیغہ امر کا جب اولیٰ و اعلیٰ کے ساتھ بولتا ہے تو سارے علماء اسکو دعا کہتے
 ہیں۔ آمین اسم فعل ہے لفظ ام کا ہر اور معنی امر کے ہیں۔ علم کچھ اور عوسے جیہ
 واقعی اور حق کہ خاتمہ عند الامام الاعظم رحمۃ اللہ علیہ دعا ہے سیرتین کا ذکر
 بلند آواز سے پڑھی جاتی ہے۔ الجواب سورہ فاتحہ کا پڑھنا نماز میں بطور وجوب کے ہے
 اور سورہ قمرانی بطور وجوب کے مساوی قرات فرض کے ہوتی ہے۔ فرق واجب و
 فرض میں عند الحنفیہ کرام صرف اعتقاد کا ہے کہ واجب منکر کا فرض نہیں اور فرض کا
 منکر کا فرض ہوتا ہے اور دلیل واجب کے قطعی نہیں ہوتی مگر عمل میں برابر فرض کے ہوتا
 ہے۔ پس اول و رکعت میں قرات فاتحہ بطور وجوب کے مشاغل آیات قرآنی کی
 ہی۔ اگر سہواً نمازی قرات آیات کو بہول جاوے تو سورہ فاتحہ قائم مقام فرض
 کے ہو جاتی ہے۔ اور باقی رکعتوں میں بطور استحباب کے ہو سو مان آواز سے نہیں
 جاتی۔ پس فاتحہ میں جب تک ایک قرات دوم دعا یا نیت جہت قرآنیت سے مشاغل

فرض قرابت کی پڑھنی واجب ہے۔ اور اخیر کشتون میں صرف دعاہیت کو طوطا
 پڑھنی جاتی ہے۔ سو وہاں انتھار واجب ہے۔ چونکہ اس فرقہ سے ادعوا کریم نصر عام خفیہ
 کے جواب میں کچھ نہیں پڑا تو یہ کہہ دیا کہ آمین دعا ہی نہیں حضرت ابن عباس رضی
 عنہما مروی ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میں نے آپ کو فرمایا
 افعل لی ذلک۔ اور دوسری میں استجب یعنی قبول کر۔ یہاں علماء دعا واجب مستحب
 و قرآن وغیرہ قرآن میں تفرقہ کر نیکی و اسطو فرمایا ہے کہ دعا غیر قرآنی قرآن کی
 مثال نہیں چاہیے۔ اگر آئین باند آواز سے پڑھی جائے گی تو تمیز بین القرآن وغیرہ
 القرآن دشوار ہوگی۔ محمد حسین ثمالوی لاہوری کی تقریر لکھنی ہو کیا مطلب کیا۔
 اوسنو لکھا کہ قولہ خفی لوگ و حقیقت قول امام کو حدیث پر مقدم سمجھتے ہیں اور
 اور انکو غم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فہم سے اچھا جانتے ہیں اب میں وہ اسطو تصدیق کرتا
 دعویٰ کی ایک مثال میں یہ ثابت ہو کہ قاعدہ انکا محض انکا کو اثر ہے اور
 حقیقت میں وہ اسکو باند نہیں ذکر کرتا ہوں مسئلہ جمعہ میں قرآن یوں پڑھا
 اَوْذَىٰ بِمَا صَلَّوْا مِنْ يَوْمٍ يُبْعَثُونَ قُلْ هُوَ الَّذِي يُخْرِجُ الْفُلَ مِنَ الْبَارِ وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ
 کہ جمعہ کیو اسطو بادشاہ یا شہر یا بازار میں کچھ شے نہیں پڑھتے یہ خفیہ اس آیت
 کو نہیں مانتے اور سکا مقابلہ قول ایک صحابی کی ہے کہ بقول ایک عالم مذہبی
 جسکا قول بالاتفاق محبت نہیں ترک کر رہی ہیں۔ الجواب اس بارے
 کو آیت کو متعصاف صاف صاف سمجھ میں نہیں آئی اگرچہ آتا جانتا کہ وہاں
 البیع حکم کی پیشین گوئی اور بعد آیت کو قاضی انصاف نے لکھا ہے قرآنی الاصل و الباع
 مِنْ فَضْلِ اللَّهِ کیا کچھ ندا سے رہی اور وجود دیر کا اور بعد آیت
 جمعہ کے طلب تجارت کہاں ہوتی ہے سوا بازاروں اور امیروں کے
 یہ بات عربستان میں ممکن ہے نہیں تو یہ نہ لکھتا اور اس آیت شیر لغہ

پرست صلح و صلح کرانم و خلفائے راشدین نے کس طرح عمل کیا تھا اور اقامت
جمعہ چوٹی چوٹی تقریبات میں کشتی کی تار اور تمسک شافعیہ کا صرف قیہ جو انا ہے
کہ بعد ان حضرت صلح کے اقامت جمعہ کو وقت ہوئی تھی شافعیہ کہتے ہیں کہ جو انا کا تھا اور
خلفیہ کہتے ہیں کہ قلعہ تھا اور وہاں حاکم و امیر یہی تھا جو ہری نے لکھا ہے جو انا حصار
کا نام ہے۔ پھر میں میں ابو یوسف و یحییٰ بن یحییٰ شافعیہ اور شہر کو قریہ یوسفین۔ جیسا کہ
افرخنا من نداء الفریقہ الظالمہ لہما میں ہے اور حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جہان جو انا کا
شہر یوسفین نماز جمعہ کی پڑھو اور حضرت علیؓ نے فرمایا لا جمعہ ولا تشریح ولا صلوة
فطر ولا فسخی الا فی مصر جامع او مدینہ عظیمہ۔ اس حدیث کو امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ
نے کتاب الاطعمہ میں ثبت مرفوع الی النبی صلح بیان کیا ہے۔ اور اگر بالفرض یہ
حدیث موقوف پر علیؓ ہو تو بھی مثل مرفوع کے ہو کیونکہ جن احادیث کا مضمون صحیح
ہو وہ مرفوع کو حکم میں ہوتی ہیں۔ اور اس حدیث کو عبد الرزاق نے اپنی تصنیف
میں اور بیہقی نے معرفت میں ذکر کیا ہے۔ بھلا مقابل حضرت علیؓ و حضرت عمرؓ کے
کون سی حدیث ہو جہان اقامت جمعہ چوٹی چوٹی کے گانو میں بلور خود بلا امام
نہ کو رچھہ شاموسی لاہوری آیت **ارِطِعُوا اللہَ فَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاُولِی الْأَمْرِ**
سورہ دور چلا گیا اور سنو اسکے معنی انہی تینوں سے نکال دے اور وہ اور ذوقہ الی اللہ
لَعَلَّ الذِّانَ یَسْتَعِزُّوْا مِنْہُمْ یعنی اگر دوسرے رسول نہ کیطرت کر کے لو اسکو دوسرے لوگ
جاتے جو اس مسئلہ کو تسلط کرتے ہیں۔ کا مخالف ہو اسکی جے کلمات کو خفیہ کے
سامنے کہیں بھی دوسرے نہیں جو مخالف ہو کلمہ۔ قولہ ہذا اگر ایک کہہ کہ مجھے حلال ہے
حدیث میں آچکا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ میری امت پر وہ مرد
حلال ہیں ایک مجھے دو مکرہ سی اور دوسرا کہو کہ دونوں میرے مجھے مکرہ سی
ہیں کیونکہ قرآن کی چند آیتوں میں مردار کی حرمت بیان ہے الجواب

سبحان اللہ اعتراض کرنا کسی سے سیکھتے تو کیا اچھا ہوتا۔ اور اس فرقہ کی رسوا
 کا باعث ہوتی حدیث مشہور اور خبر احادیث میں فرق نہ سمجھو اور قاعدہ اصول کا جو
 کہ حدیث مشہور مخصوص آیت کی ہوتی ہے۔ نہ خبر احادیث۔ حدیث اعلیٰ کی
 قیستان والہ ان اہل قیستان فاسمک والجر او واما الدیان فالکید والطحال کو
 ابن ماجہ عبد اللہ بن عمر سے اور شافعی عبد بن حمید نے اور ابن جہان نے اور دار
 اور ابن مرویہ نے اور بہت محدثین نے روایت کیا ہو۔ پس یہ حدیث مشہور
 ہو مؤید بالا جماع اور ایسی حدیث مخصوص آیت شریف کی ہوتی ہو اور برخلاف
 اس حدیث کو کوئی حدیث نہیں۔ برخلاف احادیث چہر آئین کے
 کہ اخبار اجماع میں۔ اور باہم متعارض احادیث اخبار آئین کی یہی بہت ہیں
 بیساکہ آدھے گا اور مچھلی کی علت علاوہ اس حدیث مشہور مؤید بالا جماع
 کے خود دوسری آیت سورہی ثابت ہوتی ہو **وَيَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا**
مَالَ الْيَتَامَىٰ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأُولَئِكَ هُمْ أَبْصَارُكُمْ اور **وَالَّذِينَ آمَنُوا لَا يَدْخُلُونَ**
الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَمُوتُوا فِي الْوَقْفِ اور **وَالَّذِينَ آمَنُوا لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَمُوتُوا فِي الْوَقْفِ**
 جہر آئین کی کون سی ہو بلکہ جو حدیثیں مخالف نے بیان کی ہیں ان میں بعض
 احادیث میں تو رفع صورت ہی نہیں اور بعض احادیث میں رفع صوت غیر
 مستہر ہو اور معارض ہیں **قَوْلُهُ عَنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ**
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتَامَىٰ إِلَّا بِالْحَقِّ اور **وَالَّذِينَ آمَنُوا لَا يَدْخُلُونَ**
الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَمُوتُوا فِي الْوَقْفِ اور **وَالَّذِينَ آمَنُوا لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَمُوتُوا فِي الْوَقْفِ**
 ابن ماجہ چوتھی عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلعم اذا فرغ من قراۃ

اہم القرآن رفع صوتہ وقال آمین وادار قطنی الجواب پہلے حدیث مبارکہ سے
 ساتھ حدیث وائل کے جسکو ترمذی نے عن شعبہ عن سنان بن کہیل عن جابر بن
 انیس عن وائل عن ابیہ روایت کیا ہے وقال فیہ وخفض یہا صوتہ اور شعبہ
 حدیث میں امیر المؤمنین ہے اور دوسرا دیون روایت اسے ہے اور دارقطنی نے وائل
 بن حجر سے روایت کی ہے صلیت مع رسول اللہ صلیم بحجۃ عین قال غیر المفضول
 علیہم ولا انفالین - قال آمین داخلے صوتہ - اور دوسری تفسیر سی حدیث میں
 جہر ثابت نہیں ہوتا - فقط سماع آمین احیاناً مذکور ہے اور حدیث چارم میں استمرار
 و دوام ثابت نہیں - ثانیہ الامور احادیث باہم متعارض ہیں جن احادیث کی یہ
 آیات قرآنی ہوں اور اسی انکی بھی تفسیر میں انکے مقابلہ و احادیث کے مخالف
 آیات قرآنی بھی ہوں ورنہ انفسہ اثبات و عار کیوں سائلوں صریح بھی ہوں
 تو معارض کہ طرح ہو سکتی ہیں ۔ مسئلہ میں ترجیح جانب خفیہ و اخفاء آمین
 کو ہے ۔ اور قاعدہ ہے کہ احادیث متعارض میں حل الاصل کہتی ہیں ۔ اور
 اصل میں ظاہر ہے اور احادیث جہر آمین و اللہ ان میں جہر صرف بہ تعظیم ہے
 کہ لوگوں کو معلوم ہو جاوے کہ اس سکتہ میں یہ دعا پڑھی جاتی ہے ۔ واضح ہوا کہ
 خفیہ کا اتباع امام عظیم علیہ الرحمۃ میں اتباع احادیث و کتاب اللہ کا ہے اور
 لا مذہب فی القرآن شریف اور احادیث کے مخالفان میں اور ایک فتویٰ ہے آیات
 اسلام مستند تقویت الایمان کہ نماز میں اخیر کتاب لکھا ہوا اسکا حال سنتی یعنی
 مولوی ۔۔۔ اللہ و صاحب رحمہ و یغفرلہ جہاں سنا میں فرمایا کہ کتاب تقویت
 الایمان کو نظر اجمالی ہو دیکھا باعتبار اصول اصل مقصود کہ بہت خوب ہے و دیکھو سنتی
 صاحب مرحوم نے کسی سنا دئی کہ نوائد تہذیب الایمان کو مستثنیٰ کر کے اصول
 و اصل مقصود کو اچھا فرمایا اصل تو آیات و احادیث میں سنا کفر یا نہ اور سنا نوائد

کتاب میں ہیں سو انکی بابت کچھ نہ کہاں سکوت کی دوسرے فقرہ میں جو رسولی تمھیل
گو ایسا دیکھا کہ کچھ کسیکو ایسا نہ دیکھا (اس میں سلام کی تصدیق نہیں نکلتی سوال
اسلام کا تعابید فقرہ ذو معانی ہے یعنی ایسا مختلج اور مفرق بین المسلمین و مشرکین
نہ الدین دوسرا نہیں دیکھا۔ اور یہ فقرہ (یہ لوگ ان میں سے ہیں کہ جبکہ حقیق
سبحانہ تعالیٰ ہر وقت کہہ آئے اے اللہ تو نے) موسیٰ بات اس طرح ہے کہ خاندان
اسکا تو شاہ عبدالعزیز صاحب و شاہ رفیع الدین صاحب و شاہ عبدالقادر صاحب
یہی انکی خوبی میں کہیں کو کلام نہیں۔ فی الواقع یہ حضرات ایسی ہی تھے اور یہ فقرہ
(جو انکو کافر اور گمراہ کہو وہ آپ گمراہ ہی فقط) انکو راجع کیونکہ کورن فی الایہ ہو اور
مصدق مذکورین نے الایت کا خاندان شاہ عبدالعزیز صاحب جو انکو برکتی والا
آپ براہوتما ہو۔ اور ولوی قطب الدین خان صاحب اسوقت انہی تھے جن نے یہ
جج کے اس طریق سے کتاب لکھی ہیں۔ پس اسوقت کی تحریر قابل تسلیم نہیں
یہ فتوے اگر کسی علما سے دلی کا ہوتا تو خلاصہ حقیق الفتویٰ کا مقابل ہوتا
نقطہ۔

از شایع البکار افکار نادرہ روزگار الاظہر الاشہر کالبدر الانور
والنیر الاکبر موجد سخن معنی پرور مفتی غلام سرور سر آمد شعرائے
لاصور حمزہ اللہ عن الجور والیور

یہ کیا بدر الدجہ انیس الضعیف
سر امدحت خیر الوری ہے
ہمیشہ کلمہ وصل علی ہے
ہوئی شہر عطا طبع رسا ہے
فیکل انیہ سینہ صفا ہے

یہ وہی ہے جس سے خلعت کلمہ کی دور
لکھی جسمیں ہو کہ کلمہ ظاہر
زمان پر دیکھتے سے جسکی چاری
ظلام قاورا کے ہیں مضغف
نہیں جسکی طبیعت پر کد و صف

وہ دین مصطفیٰ کے پھلوان ہیں
 شریعت اور طریقت اور حقیقت
 وہ یکتا واعظ دین بننے ہیں
 وہ بیشک مولوی مغوی ہیں
 کیا حضرت نے ہی یہ نسخہ تحریر
 ہے خوشخط اور سکا مثل خط گلزار
 بھگوان کہ اب فضل خدا سے
 بقدر جان و دل ہر اک مسلمان

عدو سے جگے پہاگتا ہے
 جنہیں حاصل بالطف خدا ہے
 کہ جسے ساتھ کام دوسرا ہے
 کہ جسکے دلیں نور حق بھرا ہے
 مہر پاول کی یہ دوا ہے
 عبارت عمدہ اور مفہوم صفا ہے
 بخوبی وہ رسالہ چھپ چکا ہے
 خریداری کو حاضر ہو گیا ہے

کبھی ضرور کر بھیجی جاوے گی تاریخ
 کہ یہ شمس الضحیٰ اچھا چھپا ہے
 (۱۳۰۰)

ایضاً سلمہ ربہ

چار سو چھپ کر ہوا ہے جلوہ گر
 ہو گیا بدر الدجے جس سے فخر
 شیکر سب دم و باکر چل دیئے
 پر لوا فکرن اوج عذت پر رہے
 شرق سے تا غرب و مشرق میل نور
 ہو سلامت وہ بھی تادد و تہ

واہ کیا اصل علی شمس الضحیٰ
 لکھا شرمندہ ہو شمس الضحیٰ
 جبکہ روشن ہو گیا شمس الضحیٰ
 روز و شب صبح و شام شمس الضحیٰ
 یا الھی ہو یا شمس الضحیٰ
 جسے ہے ایسا لکھا شمس الضحیٰ

ضرور لاہور ہر سال طبع
 بولا اچھا چھپ گیا شمس الضحیٰ
 (۱۳۰۰)

از شراج انکار ز بدش حلیمانامدار مولوی محمد صاحب واعظ
مسجد شاهی لاہور متخلص خلق سید الشہداء الغفور

بجہ اللہ کہ ان ذات ستودہ	کہ گوئی فضل از میدان ربودہ
غلام قادر اور نام نامی مست	افادت را بجا الم و خردودہ
خصوصاً و رقصات بقا	کہ مردم را در فیضان کشودہ
ہزاران آفرین برائے او باد	کہ راہ مست از کج و انمودہ
ہمہ وقت شریفش کامیابست	بشغل خیر چون صندل بسودہ
خلق از عمر سال طبع نسخہ	ز مصالحت شجر جبرئیلان شتودہ
ازین گنجینہ صد گیرندہ گوئی	عجب شہید تا قبا طبع بودہ

اعلان

کل اہل اسلام خصوص خفیہ کرام کو بشارت ہو کہ رسالہ شمس الضحیٰ فی مدح خیر اکبر
چھپ گیا اور کچھ خاصہ شوارق حدیثیہ ترجمہ بوارق محمدیہ کا نیز غیر روزین چھپ
جاوے گا شمس الضحیٰ کا مضمون تو باریک ناظرین کے اور شوارق میں ابتدائی حال اس
فرقہ فترت کے کا تفصیل نفیوت تقویت الایمان والیکلی مذکور ہو جس سے اصل کیفیت
اس فرقہ کی واضح ہوتی ہے پس جس صاحب کے معاملہ مذکورہ مطلوب ہو وہ غلط
علم محمد امام مسجد باند بھائی دروازہ واقع لاہور طلبے ماویہ انشا اللہ تعالیٰ
بشر شوق اہل محبت اس قسم کے رسائل سلسلہ اور چھپوے گا

انتظار

کوئی شخص بلا اجازت مصنف کہ نہ چھاپے نہ حذرہ الفقیر غلام قادر علی غفر

انشاء رسول الشکین صاحب قاضی فیض الدین صاحب المعروف بعد اوستی الکوث میں مقام
 بمسجد الرحمن الرحیم جلایا اہل اسلام کو مبارک و بشارت ہو کہ ساکنانیا کوہ ہر کوہ سے عباد
 غیر تقلید علی ایک صاحب فیض الدین صاحب المعروف بعد اوستی الکوث میں مقام
 فضل کے لئے ایک کریمہ صاحب قاضی فیض الدین صاحب المعروف بعد اوستی الکوث میں مقام
 بمسجد وقت خانہ اس کو ہوا۔ ایک باطل باطل حق حق ظاہر علی وجہ یہ ہو جاوے۔ فہرست
 فیضیہ خدہ۔ انکوہرست۔ ہر روز یکشنبہ مبارک قرار کہ تمام خانقاہ پیر پیل شہید صاحب علیہ السلام
 حسین علیہ السلام و فریق اہل منور و عیسائی جمیع ہو۔ اور جناب کیل میں صاحب علیہ السلام
 ضلع ساکوٹ و جوائیکہ والی رہتے ہیں۔ یہاں سے زراعیات و کاشتکاری و دیگر امور
 انتظام فرمایا۔ کہ لالہ لال صاحب دیکھ کر متعجب ہو کہ وہ ایک غیر صاحب علیہ السلام
 ولالہ متہر و اس صاحب دیکھ کر وہ ہندوستان صاحب صاحب خاص ہر ساکوٹ و کٹھن
 کشمیر کے متفرک کہ جسکو باعث ہو نظام امیہ و دیگر امور قابل تحسین دیکھتا ہو۔ کیونکہ
 جہاں سے حاکم خوش نصیبی کا ہو تو ہر ہر ملکیت و تہذیب کی بنیاد قائم ہو جائی۔ حاجت فیاض
 عالمان مفصل فیمل مولوی غلام قادر صاحب بھیرہ و۔ مولوی فیض الدین صاحب المعروف
 سید و صاحب بھالانوالہ۔ مولوی محمد الدین صاحب مولوی انانند صاحب سکسٹھ صاحب
 گجرات مولوی محمد صاحب زور جوڑ۔ سید جوع شاہ صاحب اخون بل خان صاحب شاوری۔ مولوی محمد
 صاحب چینی شین۔ مولوی غلام حسین صاحب جوڑ و از طرف قاضی فیض الدین صاحبان مندرجہ
 تحت۔ مولوی غلام حسین صاحب ہوالہ۔ مولوی محمد یوکرانہ۔ حافظ عبد المنان صاحب
 وزیر آبادی۔ مولوی برہان الدین صاحب انجلم۔ مولوی ہدایت اللہ صاحب ازویر آبادی۔
 کہ ہم میں صاحب ساکوٹ انجو فریق فریق سے کیا گیا تھا۔ باحرمیت و عزت۔
 یکدیگر کے لئے ہر جگہ و جگہ۔ اول از غیر تقلید میں ال تحریری میں۔ اگر ہر محبت
 میں کسی امر میں تنازع واقع ہو تو کیا کرنا چاہئے۔ جانب تقلید میں جواب تحریر کیا گیا۔ غلام

[illegible]

